مدارس سے متعلق اعلیٰ سطحی اجلاس کی روداد

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
جنرل سیکرٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان

7 ستمبر بروز پیر وزیر اعظم ہاؤس اسلام آباد میں دینی مدارس کے بارے میں ایک اہم، منفرد اور تاریخی اجلاس ہوا۔ اس اجلاس اور اس میں ہونے والے فیصلوں کے بارے میں اندرون و بیرون ملک مقیم پاکستانیوں میں غیر معمولی دلچسپی دیکھنے میں آئی۔ مسلسل فون کالوں کا تانتا بندھا ہوا ہے اور ہر کوئی اس اجلاس کی تفصیلات جاننے کے لیے بے تاب ہے۔ آج کے اخبارات اور ذرائع ابلاغ میں اس اجلاس کی جس انداز سے رپورٹنگ ہوئی اس میں بعض چیزیں حقائق کے منافی ہیں اور ان کی وجہ سے کچھ منفی تاثر سامنے آیا ہے جس نے پاکستان اور دینی مدارس سے محبت رکھنے والوں کی بے چینی اور سوالات میں اضافہ کر دیا ہے، اس لیے اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اجلاس کی مکمل تفصیلات من وعن پیش کر دی جائیں تاکہ ریکارڈ درست رہے اور لوگوں کے ابہام وتذبذب اور سوالات کا بھی خاتمہ ہو سکے۔

آج (8 ستمبر 2015ء) کے اخبارات کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اجلاس کے بارے میں کیا کچھ گھڑا اور چھاپا گیا اور کتنی ہی ایسی چیزیں رپورٹ ہوئیں جن کا اجلاس میں سرے سے تذکرہ تک نہیں ہوا۔ مثال کے طور پر اس بات کی رپورٹنگ کی گئی کہ مدارس کا نصاب تبدیل کیا جائے گا اور مدارس میں اے لیول اور او لیول کی تعلیم لازمی طور پر دی جائے گی، یاد رہے کہ مدارس عصری تعلیم کو نصاب میں شامل کرنے سے انکاری نہیں لیکن اس طرح کی کوئی بات اجلاس میں سرے سے ہوئی ہی نہیں۔ اسی طرح کسی کو بلاوجہ کافر کہنے، قتل پر اکسانے اور شر انگیز تقاریر وغیرہ سب قابل مذمت ہیں لیکن اجلاس میں ان کا اس طرح ذکر نہیں آیا جس طرح اخبارات اور میڈیا میں رپورٹ ہوا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ مدارس کے لین دین کے تمام معاملات آئندہ بینکوں کے ذریعے ہوں گے حالانکہ صرف یہ ذکر آیا کہ بعض علاقوں میں بینک جملہ ضروری دستاویزات جمع کروانے کے باوجود مدارس کے اکاؤنٹ کھولنے میں لیت ولعل سے کام لیتے ہیں، تنگ کرتے ہیں اور بلا جواز رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ اسی طرح یہ بات چھپی کہ بیرونی امداد کے لیے قانون سازی ہوگی اجلاس میں اس بات کا ذکر تک نہیں ہوا۔ واضح رہے کہ مدارس کسی قسم کی بیرونی امداد لیتے ہی نہیں اس لیے اگر حکومت اس بارے میں قانون سازی کرے تو ہمیں اعتراض نہ ہوگا

تاہم حکومت قانون سازی سب کے لیے یکساں طور پر کرے وہ قانون سازی مدارس کے بارے میں امتیازی نہ ہو۔ان چند مثالوں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح اپنی خواہش کو خبر بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور کس طرح ''میز کہانیاں'' تخلیق کر کے معاملات کو بگاڑا جاتا ہے۔ایسا پہلی دفعہ نہیں ہوا بلکہ جب بھی معاملات صحیح رُخ پر چلنے لگتے ہیں، پاکستان کے بہتر مستقبل کے کسی سفر کا آغاز ہوتا ہے،کوئی کامیاب اجلاس ہوتا ہے تو کئی منفی قوتیں اور سازشی عناصر کامیاب اجلاس کو ناکام بنانے کی کوشش میں جُت جاتے ہیں اس لیے حکومت اور ارباب مدارس کو ایسے عناصر پر کڑی نظر رکھنی ہوگی۔

بہر حال یہ اجلاس پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم اور منفرد اجلاس تھا۔پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ حکومتی اور عسکری قیادت نے کھلے دل سے مدارس سے متعلق جملہ امور کو سنا، پانچوں وفاقوں اور تمام مکاتبِ فکر کے قائدین نے کھل کر دینی مدارس کے بارے میں جملہ امور پر اظہارِ خیال کیا۔اجلاس انتہائی خوشگوار اور افہام وتفہیم کے ماحول میں ہوا۔اجلاس کے بعد دونوں طرف کے ذمہ داران نے انتہائی تسلی اور اعتماد واطمینان کا اظہار کیا، بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا۔اجلاس میں وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف، چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راحیل شریف، ڈی جی آئی ایس آئی جنرل رضوان اختر ،وفاقی وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان، وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف، وزیر تعلیم میاں بلیغ الرحمٰن شریک ہوئے جبکہ دینی مدارس کی طرف سے راقم الحروف کے علاوہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا مفتی منیب الرحمٰن، پروفیسر ساجد میر ،مولانا عبدالمالک، علامہ ریاض حسین نقوی ،مولانا ڈاکٹر یاسین ظفر، صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی، مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمٰن اور علامہ محمد نجفی شریک ہوئے۔

اجلاس کی دو نشستیں ہوئیں، پہلی نشست وفاقی وزیر داخلہ کی صدارت میں ہوئی جس میں دینی مدارس کی قیادت کے علاوہ وزارت داخلہ، وزارت تعلیم اور وزارت مذہبی امور کے سیکرٹریز شریک ہوئے، یہ نشست دو گھنٹے جاری رہی پھر مختصر وقفے کے بعد دوسری نشست وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی صدارت میں ہوئی، وہ بھی دو گھنٹے تک جاری رہی یوں مجموعی طور پر اجلاس چار گھنٹے جاری رہا۔وزیر اعظم، چیف آف آرمی اسٹاف اور دیگر تمام ذمہ داران نے اجلاس کو خصوصی اہمیت دی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک موقع پر جب یہ کہا گیا کہ اجلاس کو مختصر کیا جائے کیوں چیف آف آرمی اسٹاف کی کوئی اور مصروفیت ہے تو چیف آف آرمی اسٹاف نے کہا: اجلاس جب تک جاری رہے گا میں اس وقت تک موجود رہوں گا اجلاس کو ہرگز مختصر نہ کیا جائے۔

اجلاس کے موقع پر اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ وطنِ عزیز پاکستان کے استحکام کے لیے، پاکستان میں امن وامان کے قیام کے لیے، پاکستان سے دہشت گردی، انتہا پسندی اور تشدد کے خاتمے کے لیے حکومتی، عسکری اور دینی قیادت مل کر کردار ادا کرے گی۔اس موقع پر اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ ملک وملت کی تعمیر وترقی کے لیے کسی قسم کی سیاسی وابستگی، کسی قسم کی مفاد پرستی یا دباؤ کو آڑے نہیں آنے دیا جائے گا۔اسی طرح یہ بھی طے پایا کہ مدارس کے بارے میں جملہ امور بات

2

چیت اور افہام وتفہیم سے طے کیے جائیں گے اور مدارس دینیہ ،حکومتی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے مابین رابطوں کومزید بڑھایا جائے گا۔دینی مدارس سے متعلقہ جملہ طے شدہ معاہدوں پرعملدرآمد کے لیے چودھری نثار علی خان کی سربراہی میں رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔

اس اہم ترین اجلاس کے انعقاد کے لیے سب سے اہم اور فعال کردار وفاقی وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان کی ذاتی دلچسپی اور سنجیدگی کا تھا جس پر وہ بجاطور پرشکریہ کے مستحق ہیں۔اجلاس کے آغاز میں وفاقی وزیر داخلہ نے اجلاس کے انعقاد کا پس منظر،اس کے مقاصد اور ایجنڈے کا تفصیل سے تذکرہ کیا۔اس کے بعد اجلاس میں درج ذیل امور زیرِغور آئے۔

اجلاس کی ابتداء میں شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے کہا کہ دہشت گردی کے ساتھ مدرسہ کا تذکرہ کرنا،ہر دہشت گردی کے واقعہ کے بعد دینی مدارس کو ہدف بنالینا انتہائی افسوسناک امر ہے۔خاص طور پر نیشنل ایکشن پلان جو بنیادی طور پر دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا اس میں مدارس کے تذکرے نے دینی مدارس کے بارے میں عمومی تاثر پر بہت منفی اثرات مرتب کیے۔دہشت گردی کے ساتھ مدارس کے تذکرے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دہشت گردی کے واقعات کے ڈانڈے مدارس سے ملتے ہیں اور دینی مدارس دہشت گردی کا منبع ہیں حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے۔اس پر تمام حکومتی اور عسکری ذمہ داران نے فرداًفرداً کہا کہ ہم دینی مدارس کے کردار وخدمات کی دل سے قدر کرتے ہیں اور دینی مدارس کو اپنا ملی اثاثہ اور قومی سرمایہ تصور کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔اس موقع پر یہ بات بھی آئی کہ جس طرح نیشنل ایکشن پلان میں دینی مدارس کا تذکرہ بے محل ہوا،اس سے کہیں بڑھ کر اکیسویں آئینی ترمیم میں دہشت گردی کو مذہب کے ساتھ نتھی کر کے اس قانون کو امتیازی اور متنازعہ بنایا گیا۔ہماری نظر میں دہشت گردی کو مذہب سے نتھی کرنا ناانصافی ہے،دہشت گردی دہشت گردی ہے وہ لسانی،علاقائی یا سیاسی کسی بھی بنیاد پر ہو اس کی روک تھام ہونی چاہیے،اس لیے اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے کہ اکیسویں ترمیم کے بعد بائیسویں ترمیم لاکر اس تاریخی غلطی کا ازالہ کیا جائے۔اس پر اصولی اتفاق کیا گیا لیکن اس پر عملدرآمد کا جائزہ بعد میں لیا جائے گا۔

چونکہ راقم الحروف کو مدارس کا مقدمہ اور مسائل پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی اس لیے میں نے دینی مدارس سے متعلقہ معاملات کو ترتیب وار پیش کیا اور اجلاس کو بتایا کہ

☆......دینی مدارس کے بارے میں اس وقت عمومی تاثر یہ ہے کہ مدارس رجسٹریشن سے انکاری ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔مدارس نے کبھی بھی رجسٹریشن سے انکار نہیں کیا لیکن رجسٹریشن کے عمل کی پیچیدگی اور حکومتی اہلکاروں کا طرز عمل رجسٹریشن کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور حال ہی میں جو پیچیدہ اور طویل رجسٹریشن فارم تیار کیا گیا وہ بھی رجسٹریشن کے عمل کو مزید پیچیدہ بنانے کا باعث ہے۔اس لیے یہ بات طے کی گئی کہ مدارس کی رجسٹریشن کا عمل سہل اور آسان

بنایا جائے گا۔2005ء کے معاہدے اور طریقہ کار کی روشنی میں رجسٹریشن کا طریقہ کار اور رجسٹریشن فارم تیار کیا جائے گا۔

☆...... ''دینی مدارس کے کوائف کے بارے میں اجلاس کو بتایا کہ دینی مدارس حکومتی اداروں کو کوائف فراہم کرنے سے نہ تو انکاری ہیں اور نہ ہی کبھی بھی لیت ولعل سے کام لیتے ہیں لیکن کوائف طلبی کا طریقہ کار انتہائی افسوسناک اور توہین آمیز ہے۔اس وقت ملک بھر میں بیسیوں قسم کے سروے فارم گردش کررہے ہیں۔ ہر ایس ایچ او اور ڈی پی او نے اپنا الگ فارم تیار کررکھا ہے، بعض جگہوں پر مدارس کے اساتذہ وطلباء کی بہنوں اور بیٹیوں کے نام اور فون نمبر تک طلب کیے گئے''......اس بات پر چیف آف آرمی اسٹاف نے برہمی کا اظہار کیا اور اپنے اسٹاف کو ہدایات جاری کیں کہ اس بات کا سراغ لگایا جائے کہ اس قسم کی نادانی کا مظاہرہ کس کی طرف سے اور کیوں کیا گیا؟......''اسی طرح کوائف کے معاملے میں سب سے ناقابلِ فہم عمل یہ ہے کہ ہر دوسرے دن کسی الگ ادارے کے اہلکار کوائف کے حصول کے لیے دینی مدارس میں آتے ہیں اور مدارس کی انتظامیہ کے لیے پریشانی کا باعث بنتے ہیں'' اس لیے اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ کوائف کے لیے ایک ہی ڈیٹا فارم تیار کیا جائے گا اور سال میں ایک یا دو دفعہ کوائف حاصل کرلیے جائیں گے اور بار بار مدارس کو پریشان نہیں کیا جائے گا بلکہ جس ادارے کو مدارس کے کوائف مطلوب ہوں گے وہ براہِ راست اہل مدارس کو پریشان کرنے کی بجائے متعلقہ ادارے سے رجوع کرے گا۔

☆......اس موقع پر دینی مدارس کے خلاف جاری کریک ڈاؤن، چھاپوں اور مدارس کے طلباء کو ہراساں کرنے کے حوالے سے صورت حال سے اجلاس کو تفصیل سے آگاہ کیا۔شرکاءِ اجلاس کو بتایا کہ کس طرح رات کی تاریکی میں مدارس پر لشکر کشی کی جاتی ہے، بیسیوں گاڑیوں اور سینکڑوں اہلکاروں کے ساتھ مدارس پر اس طرح یلغار ہوتی ہے جیسے شاید کشمیر میں انڈین آرمی کی طرف سے بھی نہ ہوتی ہو۔مدارس کے کمسن بچے سہم جاتے ہیں، اساتذہ کی اپنے طلباء کے سامنے بے توقیری کی جاتی ہے، مدارس کی اپنے علاقے میں جو ساکھ ہوتی ہے اسے لمحوں میں تہس نہس کردیا جاتا ہے۔گزشتہ دس ماہ سے یہ سلسلہ جاری ہے اور شاید ہی کوئی چھوٹا بڑا مدرسہ ایسا ہو جس پر چھاپہ نہ مارا گیا ہو ان مدارس سے نہ کوئی مشکوک شخص برآمد ہوا اور نہ ہی کسی قسم کا اسلحہ یا کوئی اور ممنوعہ چیز پکڑی گئی لیکن اس کے باوجود چھاپے مارے جارہے ہیں اس بارے میں پہلے سے یہ بات طے چلی آرہی ہے کہ مدارس کے بارے میں اگر ٹھوس ثبوت ہوں گے تو متعلقہ وفاق کو اعتماد میں لے کر ان کے خلاف کاروائی کی جائے گی لیکن اب ثبوت تو کجا بلا جواز چھاپے مارے جارہے ہیں، جھوٹے مقدمات بنائے جاتے ہیں، علماءِ کرام کے نام فورتھ شیڈول میں ڈال دیئے جاتے ہیں اس کی فوری تلافی ہونی چاہیے۔خاص طور پر بعض مقامی پولیس اہلکار مسلکی یا ذاتی تعصب یا شخصی مفاد کی بنیاد پر کارروائیاں کرتے ہیں ان کی روک تھام کی جانی چاہیے۔اس پر فیصلہ ہوا کہ آئندہ کسی مدرسہ پر بلا جواز چھاپہ نہیں مارا جائے گا اگر کسی ادارے کے خلاف ٹھوس ثبوت ہوئے تو متعلقہ وفاق کو اعتماد میں لے کر اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔اسی طرح ایسے مدارس جن پر بلا جواز چھاپے مارے گئے

یا جن علماء کرام کو بلاوجہ گرفتار کیا گیا۔جن کے نام کسی عناد کی وجہ سے فورتھ شیڈول میں ڈالے گئے ان معاملات کا کیس ٹو کیس جائزہ لیا جائے گا اور کسی قسم کی زیادتی کے مرتکب اہلکاروں اور افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

☆......یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ مدارس کے بارے میں امتیازی طور پر بار بار اصلاحات اور ریفارمز کی بات کی جاتی ہے حالانکہ ہمارے ہاں تو ہر شعبہ زندگی میں اصلاحات کی ضرورت ہے اس لیے صرف مدارس کو ہدف بنانا درست نہیں۔ اس پر اجلاس میں شریک ایک اہم ذمہ دار کی تجویز پر یہ طے پایا کہ مدرسہ ریفارمز کے بجائے ایجوکیشن ریفارمز کی بات کی جائے گی اور عمومی طور پر ایجوکیشن ریفارمز پر کام کیا جائے گا۔

☆......اجلاس کے دوران دینی مدارس کے تعلیمی مسائل بھی زیر بحث آئے۔ہم نے شرکاء اجلاس کو بتایا کہ دینی مدارس کے بارے میں یہ جو تاثر کہ مدارس میں عصری تعلیم کی کوئی گنجائش نہیں اور مدارس عصری مضامین کی تعلیم وتدریس کی مخالفت کرتے ہیں یہ تاثر بالکل درست نہیں، مدارس نے ازخود عصری تعلیم کو شامل نصاب کر رکھا ہے۔دینی مدارس اگر چہ بنیادی طور پر دینی تعلیم کے ادارے ہیں لیکن اس کے باوجود ایک حد تک عصری مضامین کو ہم دینی ضرورت سمجھتے ہیں البتہ ہمیں مشکل یہ پیش آتی ہے کہ طلباء کا امتحان کیسے دلوایا جائے اور ہماری اسناد کی حیثیت کیا ہو؟اس سے بھی زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ ہماری عالمیہ کی سند کو تو ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا گیا ہے لیکن تحتانی اسناد کو میٹرک ،ایف اے اور بی اے کے برابر تسلیم نہیں کیا گیا،اس حوالے سے 2010ء میں اس وقت کی حکومت سے ہمارا یہ معاہدہ طے پا گیا تھا کہ دینی مدارس کی پانچوں نمائندہ تنظیمات کو خودمختار امتحانی بورڈ کا درجہ دیا جائے گا لیکن تاحال اس معاہدے پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ہم نے یہ بھی تجویز کیا کہ اگر پانچوں وفاقوں کو خودمختار امتحانی بورڈ کا درجہ دینا ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنا تو کر لیا جائے کہ جس طرح مدارس کی عالمیہ کی سند ایم اے کے مساوی ہے اسی طرح تحتانی اسناد کو میٹرک،ایف اے اور بی اے کے مساوی تسلیم کیا جائے۔اس پر وزیر تعلیم میاں بلیغ الرحمٰن کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل پائی جو مدارس کو خودمختار امتحانی بورڈ یا مدارس کی اسناد کی مساوی حیثیت اور اس سے متعلق دیگر امور اور جملہ تجاویز کا جائزہ لے کر اپنی تجاویز پیش کرے گی بعد ازاں اس حوالے سے مزید پیش رفت ہو گی۔

☆......اسی طرح غیر ملکی طلباء کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا کہ دینی مدارس میں اس وقت اگر چہ غیر ملکی طلبہ بہت تھوڑی تعداد میں ہیں لیکن انہیں بھی کافی مشکلات کا سامنا ہے،ان کے ویزوں میں توسیع نہیں کی جاتی ،حالانکہ انہوں نے قانون کے مطابق درخواستیں جمع کروا رکھی ہیں لیکن انہیں بلاوجہ پریشان کیا جاتا ہے اور ان کے بارے میں ان کے اداروں کی انتظامیہ سے کہا جاتا ہے کہ انہیں ڈی پورٹ کر دیا جائے گا،ان کے بارے میں ہماری درخواست یہ ہے کہ ان کے ویزوں میں توسیع کی جائے اور انہیں اپنی تعلیم مکمل کرنے دی جائے۔اسی طرح دنیا بھر کے ایسے طلباء جو پاکستان دینی تعلیم کے حصول کے لیے آنا چاہتے ہیں وہ پاکستان کے سفیر کا کردار ادا کرتے ہیں لیکن ہم نے ان کے لیے اپنے

دروازے بند کرر کھے ہیں اور انہیں انڈیا سمیت دیگر ممالک اپنے ویزے دے کر پاکستان کی بدنامی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں تو اس بات کو اپنا اعزاز سمجھنا چاہیے کہ دنیا بھر سے محض دینی تعلیم کے لیے تشنگان علوم پاکستان کا رُخ کرتے ہیں ورنہ تو پاکستانی طلباء غیر ملکی یونیورسٹیز میں ڈگریوں اور عصری تعلیم کے حصول کے لیے جاتے ہیں لیکن کوئی غیر ملکی طالبعلم ہماری یونیورسٹیز کی طرف رخ بھی نہیں کرتا۔

☆......اسی طرح شرکاء اجلاس کی توجہ مدارس کے بینک اکاؤنٹس کی طرف بھی مبذول کروائی گئی کہ مدارس کے نئے اکاونٹ کھلوانے کے حوالے سے جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا تدارک کیا جائے اور مدارس کی قیادت کی گورنر اسٹیٹ بینک سے ملاقات کروا کر مدارس کے اکاؤنٹس کھولنے کا طریقہ کار، مطلوبہ دستاویزات اور ٹائم فریم طے کیا جائے تا کہ مدارس کا بروقت آڈٹ بھی ہو سکے اور مدارس بارے پروپیگنڈہ بھی بند ہو۔

علامہ پروفیسر ساجد میر نے بطور خاص اس بات کا تذکرہ کیا کہ ہمارے ہاں جو لوگوں کو بلا جواز لا پتہ کر دیا جاتا ہے یہ پاکستان کی بدنامی اور ان کے خاندانوں کے لیے اذیت کا باعث ہے اس لیے تفتیش کو مہینوں اور سالوں تک نہ پھیلایا جائے بلکہ فی الفور تفتیش مکمل کر کے ان کے خلاف قانونی اور عدالتی کارروائی کی جائے۔

مولانا مفتی منیب الرحمٰن نے بڑی تاکید کے ساتھ یہ نکتہ اٹھایا کہ دینی قیادت کی میڈیا مالکان سے جلد از جلد ایک ملاقات کروائی جائے۔ جس میں یہ بات طے کی جائے کہ میڈیا پر مذہب کے بارے میں کیا بات زیر بحث لانی ہے اور کیا نہیں لانی؟ اور اسی طرح ہماری مذہبی اور اسلامی روایات کا کس قدر پاس رکھنے کی ضرورت ہے؟ مولانا مفتی منیب الرحمٰن نے وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے وزیر اعظم سے گلہ کیا کہ وفاقی وزیر اطلاعات پرویز رشید کا مدارس بارے جو بیان سامنے آیا اس پر ہمیں دلی دکھ ہوا اور اس سے زیادہ اس بات کا افسوس ہوا کہ وزیر اعظم نے اس بیان اور اس پر آنے والے شدید رَدِعمل کا نوٹس نہیں لیا اس پر وفاقی وزیر داخلہ نے کہا کہ اس بیان کا کوئی جواز نہیں تھا اور اس کا ہمارے پاس کوئی جواب بھی نہیں ہے اس لیے ہم اس پر معذرت کرتے ہیں۔

آخر میں ہم سب نے یہ بات زور دے کر کہی کہ حکومت آج کے اجلاس میں ہونے والے فیصلوں پر عملدرآمد کو یقینی بنائے کیوں کہ ہمارے ہاں سب سے بڑا مسئلہ عملدرآمد کا ہے۔ اسی طرح دونوں طرف سے ان خواہشات کا بھی اعادہ کیا گیا کہ پاکستان کے مفاد کے لیے ہمیں مل جل کر کوشش کرنا ہوگی اور پاکستان کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو ناکام بنانا ہوگا خاص طور پر ان قوتوں کو ناکام بنانا ہوگا جو کبھی لسانیت، کبھی سیاست اور کبھی مذہب کی آڑ لے کر پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔

دینی مدارس کے بارے میں ہونے والا یہ اجلاس انتہائی مفید، موثر، مثبت اور نتیجہ خیز رہا۔ اللہ کرے کہ اس سے وابستہ اُمیدیں حقیقت میں تبدیل ہوں اور فیصلوں پر خلوص نیت کے ساتھ فوری عمل ہو............................☆☆